تاخیرِ نکاح کے معاشی اسباب اور ان کا شرعی سدّباب: ایک تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of Sharia rulings on delayed marriage and their Sharia solutions

Aqil khan
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan:
aqilkhan.hoti@gmail.com

Khawaja Muhammad
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan:
khawaja9730723@gmail.com

Sonya Naz Gul
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan:
sonyanazgul@gmail.com

Abstarct:
Marriage is an important Shariah order, on which the survival of the race and the purity of the society depends. In the ease of marriage, there is the purity of the society and a peaceful life. The spirit and demand of the Shariah is that marriage should be promoted by making it as easy as possible, and there should be no unnecessary conflicts. He should be freed from it so that it is not delayed and so that obscenity and other sins do not spread in the society from timely marriage. of, and they are prohibited. But it is getting more and more development in the society. The article under review is related to the analytical study of the same economic causes and the Shari'a issues, how the Sharia has guided in this regard.

Keywords: *Marriage, Shariah, Society, Economic, Family.*

تمہید

اسلام دین فطرت ہے اور اس کے سارے احکامات اور تعلیمات انسانی فطرت کے عین موافق ہیں۔ انسان کی جس طرح اور بہت ساری فطری دواعی اور ضروریات ہیں بالکل اسی طرح نکاح بھی انسان کی ایک فطری ضرورت ہے، جو کہ انسانیت کی بقاء اور دنیا میں توالد اور تناسل کی بقاء کا ایک پاکیزہ ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ

کا حکم، اور تمام انبیاء کرام کا مشترکہ سنت بھی ہے۔ ابتداء آفرینش سے لیکر قیامت تک خاندان کے وجود اور مقدس رشتوں کی حصول کا واحد اور جائز ذریعہ بھی یہی نکاح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح میں تعجیل معاشرہ کی پاکیزگی کا ضامن ہے، اور اس میں تاخیر کئی جرائم کا سبب بنتی ہے۔ تاخیر نکاح کے کئی اسباب ہیں، جن میں معاشی اسباب عصر حاضر کا بڑا المیہ ہے۔ بہر حال تاخیر نکاح دور حاضر میں ایک عمومی مسئلہ بن چکا ہے، اور آئے روز اس کے اسباب میں اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے۔ دیگر اسباب کی طرح نکاح کی تاخیر کا ایک بڑا سبب معاش کا ہے جس کی وجہ سے ایک متوسط الحال آدمی کو نکاح کرنا مشکل سے مشکل تر ہوا ہے، غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاخیرِ نکاح کا سب سے زیادہ موثر اور عمومی سبب ہے، جس کی وجہ سے بہت سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تجرد کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں، لہٰذا زیرِ نظر مضمون میں ان معاشی اسباب میں سے بعض مثلاً جہیز، مہر کی زیادتی، وسعت سے زائد ولیمہ، اور دیگر رسومات وغیرہ کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور بعد میں اس کے سدّباب کے بارے تجاویز پیش کی جائے گی۔

نکاح کی تعریف:

نکاح عربی لفظ ہے جو کہ باب ضرب يضرب اور منع يمنع دونوں سے استعمال ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے (ضم) یعنی ملانا، جمع کرنا اور غالب ہونا علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

"نكح مأْخُوذٌ مْن نَكَحَه الدَّواءُ إذا خامَرَه وغَلَبَه"[1]

"نکاح نکحہ الدواء سے ماخوذ ہے جب کوئی چیز کسی چیز پر غالب ہو جائے۔"

نکاح کی اصطلاحی تعریف:

نکاح کا اصطلاحی مفہوم فقہاء کرام نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہیں، جن کا مآل اور حاصل ایک ہے۔ ذیل میں ان میں دو تعریفات ذکر کی جاتی ہیں:

تعریف اول:

صاحب العنایہ علامہ بابرتی نے نکاح کا اصطلاحی معنیٰ یوں ذکر کیا ہے:

---

[1] ابن المنظور افریقی، لسان العرب، (بیروت: داراحیاء التراث العربی) 4/45، مادۃ: ن، ک، ح
Ibnul Manzoor afriqi, Lesanul arab,V:4, Page:45

1 "عقد وضع لتملیک منافع البضع"[2]

"ایسا عقد جو بضع کے منافع کے مالک ہونے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔"

یعنی ایسا عقد جس کے ذریعہ شوہر اپنی بیوی سے بضع (شرمگاہ) سے فائدہ لینے کا مالک ہو جاتا ہے۔

تعریف دوم:

ابن عابدین شامی نے "رد المختار" میں نکاح کا شرعی معنٰی یوں بیان کیا ہے:

2 "عَقْدٌ يُفِيدُ مِلْكَ الْمُتْعَةِ أَيْ حِلَّ اسْتِمْتَاعِ الرَّجُلِ مِنْ امْرَأَةٍ لَمْ يَمْنَعْ مِنْ نِكَاحِهَا مَانِعٌ شَرْعِيٌّ"[3]

"ایسا عقد جو ملک متعی (بیوی سے فائدہ حاصل کرنا) کا فائدہ دے۔ یعنی آدمی کو ایسی عورت سے جس کے نکاح میں کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو اس کا فائدہ دے۔"

علامہ شامی نے اپنے اس تعریف میں بضع کی جگہ متع ذکر کیا ہے، جس کا معنی عورت سے فائدہ لینا ہے، بہر حال دونوں تعریفوں کا مقصد ایک ہی ہے۔

قرآن سے نکاح کی مشروعیت کا ثبوت:

قرآن کریم میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

"وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ"[4]

"اور نکاح کرادیا کرو تم لوگ ان کے جو تم میں سے بے نکاح ہوں اور اپنے غلام اور لونڈیوں کے بھی جو صالح ہوں"

آیت کریمہ میں اللہ تعالٰی نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے ایک نوع تاکیدی انداز میں بے نکاحوں کے نکاح کا حکم ارشاد فرمایا جس سے ایک طرف اگر نکاح کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے تو دوسری طرف نکاح کی ضرورت اور تاکید بھی نمایاں ہے۔

---

[2] العنایہ شرح الہدایہ، محمد اکمل الدین ابو عبد اللہ البابرتی، 4/314

Alenaya Sharh ul hedaya,V:4, Page:314

[3] الرد المختار علی در المختار، علامہ بن عابدین الشامیؒ، (کراچی: مکتبہ ایچ ایم سعید) 3/3

Ar Raddulmuhtar ala aldurrelmukhtar,V:3,Page:3

[4] سورۃ النور، 32:24

Al.Nur 24:32

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ"

"نکاح کرلو جو عورتیں تم کو خوش آویں دو دو تین تین چار چار"

آیت کریمہ سے نکاح کی مشروعیت کے ساتھ ساتھ متعدد نکاحوں کی مشروعیت بھی ثابت ہوتی ہے، کہ مسلمان مرد کے لیے ایک سے لے کر چہار تک نکاح کرنے کی مشروط اجازت ہے۔

احادیث نبویہ ﷺ سے نکاح کی مشروعیت کا ثبوت:

چناں چہ ایک روایت میں ہے:

"یا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج"[5]

"اے نوجوانوں کے گروہ! جو تم میں سے نکاح کے ضروریات کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کریں اس لیے کہ نکاح نظر جھکانے والا اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔"

حدیث بالا میں رسول اکرم ﷺ نے نوجوانوں کو نکاح کا حکم ارشاد فرما کر اس کا اساسی فائدہ بیان کیا، کہ اس کے ذریعہ انسان کی نگاہیں جھکتی ہیں اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہیں۔

نکاح کی مشروعیت کی ضرورت واہمیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین کی خلافت اور اس کی آبادی کے لیے پیدا فرمایا ہے اس مقصد کی تکمیل اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ انسان کی نوع باقی رہے اور اس طرح زندگی بسر کرے کہ زراعت، تجارت، صنعت، تعمیر وغیرہ کے کام اس کے ہاتھوں انجام پاتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے جو حقوق اس پر ہیں اس کو وہ اداء کرتا رہے اس مقصد کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر فطری محرکات رکھے ہیں جو انسان کو اس کے بقاء کا ذریعہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں من جملہ ان دواعی میں سے ایک داعیہ کھانے کے اشتہاء کا ہے کہ شکم سیری سے آدمی کا وجود باقی رہتا ہے۔ اور دوسرا داعیہ جنسی خواہش ہے جس پر نوع انسانی کی بقاء کا انحصار ہے پھر یہ جنسی خواہش کا داعیہ جو نوع انسانی کی بقاء کا سبب ہے نہ تو اس کو بالکل آزاد چھوڑا جا سکتا ہے کہ انسان جہاں سے چاہے اپنے خواہش کی تکمیل کرلے

---

[5] صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، ج:۲، ص:۲۲۴ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

Sahihul Bukhari,V:2,Page:224

اور نہ ہی اس کو سرے سے ختم کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تبتل سے منع فرمایا اور نوع انسانی کی بقاء بھی اسی سے ہے۔

لہٰذا اس کے لیے ایسا نظام وضع کیا گیا کہ ایک طرف زنا کو حرام قرار دے دیا گیا تا کہ غیر نسبی اولاد پیدا نہ ہو۔ نسب کا خلط ملط نہ ہو اور نکاح کو جائز قرار دیا گیا تا کہ سلسلہ انسانی کی بقاء کی خدمت ہو اور معاشری کی پاکیزگی کے ساتھ نسل انسانی کا تسلسل بھی قائم رہے۔

ابن نجیم مصری بحر الرائق میں اس کی مشروعیت کا سبب یوں بیان کرتے ہیں:

"وَسَبَبُ مَشْرُوعِيَّتِهِ مَعَ أَنَّ الْأَصْلَ فِي النِّكَاحِ الْحَظْرُ ، وَإِبَاحَتُهُ لِلضَّرُورَةِ كَمَا فِي الْكَشْفِ تَعَلُّقُ بَقَاءِ الْعَالَمِ بِهِ الْمُقَدَّرُ فِي الْعِلْمِ الْأَزَلِيِّ عَلَى الْوَجْهِ الْأَكْمَلِ ، وَإِلَّا فَيُمْكِنُ بَقَاءُ النَّوْعِ بِالْوَطْءِ عَلَى غَيْرِ الْوَجْهِ الْمَشْرُوعِ لَكِنَّهُ مُسْتَلْزِمٌ لِلتَّظَالُمِ وَالسَّفْكِ وَضَيَاعِ الْأَنْسَابِ بِخِلَافِهِ عَلَى الْوَجْهِ الْمَشْرُوعِ"[6]

"اور نکاح کی مشروعیت کا سبب، باوجودیکہ اصل نکاح میں ممانعت ہے اور اس کی اباحت ضرورت کی بناء پر ہے، کہ عالم کا بقاء اس سے ہے۔ ورنہ اس کی بقاء غیر مشروع طور پر مجامعت سے بھی ممکن ہے لیکن وہ ظلم، سفاکیت اور نسب کے ضیاع کو مستلزم تھا، اور جو مشروع طریقہ نکاح ہے اس میں یہ خرابیاں نہیں"

ذیل میں تاخیر نکاح کے ان معاشی اسباب کو ذکر کیے جاتے ہیں، جو معاشرے میں رائج اور نکاح کے لیے رکاوٹ بنیادی رکاوٹ بنی ہیں، لیکن اس سے پہلے تاخیر نکاح کے معاشی اسباب کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

تاخیر نکاح میں معاشی اسباب کا کردار:

تاخیر نکاح میں بنیادی اور اساسی سبب معاش ہے۔ اور جس طرح معیشت دنیا کے دوسرے امور پر اثر انداز ہوتی ہے، اس طرح نکاح پر بھی معیشت اثر انداز ہے اور اس کو تاخیر کا شکار بناتی ہے۔ اس لئے کہ جسمانی استحکام کے ساتھ ساتھ معاشی طور پر مستحکم ہونا بھی اس کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ احادیث نبوی میں اس کی طرف اشارات بھی موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "یا معشر الشباب من الاستطاع منکم الباءۃ" اے نوجوانوں کا

[6] البحر الرائق، زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ) 2/138

Albahrur rayeq,V:2,page:138

گروہ جو تم میں سے جماع کی موجبات کا طاقت رکھتا ہوں" اس سے مراد جسمانی اور مالی دونوں قسم کی طاقت مراد ہیں۔ لیکن حالت فقر میں بھی رسول اللہ ﷺ نے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے فقر کا شکوہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کو نکاح کا حکم دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ فوری فقر اور تنگدستی کا خود رسول اللہ ﷺ نے بھی بالکل خیال نہیں کیا۔ اور نہ اس کی وجہ سے کسی کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ احادیث کی کتابوں میں واقعات مذکور ہیں کہ آپ ﷺ نے فقر کی حالت میں صحابہ کرام کو شادی کا حکم ارشاد فرمایا، کسی کے پاس کچھ نہ تھا صرف لوہے کی ایک انگوٹھی تھی، آپ ﷺ نے اسے شادی کا حکم دے دیا۔ کسی صحابی کی تعلیم قرآن پر شادی کی، جس کے پاس اس کے سوا کوئی دولت نہیں تھی۔ کوئی خدمت میں آیا، اور شادی کی خواہش ظاہر کر دی اور اس کے پاس ایک ازار کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اسے بھی شادی کی اجازت دیدی۔ کسی نے بیوی کو صرف جوتے دئے، آپ ﷺ نے اسے بھی شادی کی اجازت دیدی۔ یہاں تک کہ ایک لپ ستو اور کھجور پر بھی شادی کی گئی۔ اس کا مطلب یہ ہیں کہ عہد نبوی ﷺ میں خود رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسے واقعات پیش آئیں ہیں، کہ تنگدستی اور فقر میں شادیاں کرائی گئی اور اللہ تعالی نے اس میں برکت ڈالی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں جہاں تک مال کا تعلق ہے، تو ایسا بھی نہیں ہے کہ اس کو بالکل مہمل چھوڑ دیا گیا ہے، اور اس کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے لیکن اس کو ضرورت کی حد تک لازم کی گئی ہے، اور ضرورت سے زیادہ سہولیات اور تعیشات کی حد تک سے زندگی کا جزو سمجھنا جس کی وجہ سے اصل فریضہ ہی ادا نہ ہو یا تاخیر کا شکار ہو وہ ضروریات زندگی میں شامل نہیں اور نہ ہی قدرت نکاح کے لیے یہ بنیادی ضرورت ہے۔ لہذا نکاح کو مد نظر رکھتے ہوئے معیشت کے دو اعتبارات ہیں۔ ایک جائز اور مطلوب اور دوسرا ممنوع اور غیر مطلوب۔ ذیل میں مطلوب معیشت کا ذکر کیا جاتا ہے:

نکاح میں مطلوب معیشت

اس میں سے پہلا حق مہر ہے۔ حق مہر کی شرعی حیثیت کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

(1) حق مہر:

حق مہر نکاح میں ایک ایسا مرحلہ ہیں، جس میں ایک شوہر کے لئے اس میں مال کی ضرورت ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ مہر کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اور حق مہر مال ہی میں سے ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وآتو االنساء صدقٰتهن نحله"[7]

"اور اپنی بیویوں کو ان کا مہر خوشی سے دیدو"

اور اس میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اتنی آسانی فرمائی، کہ اپنے تعلیمات میں اس میں زیادتی کرنے سے لوگوں کو منع فرمایا اور اس میں کمی کرنے کی ترغیب دے دی۔ ارشاد فرمایا۔

"اعظم النساء بركة ايسرهم صداقا"[8]

اور سیدنا عمرؓ[9] نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"لا تغالوا فی صداق النساء ،فانها لو كان مكرمة فی الدنيا او تقوى عند الله كان اولاكم بها النبی،ما اصدق رسول الله امراة من نسايه ولا اصدقت امراة من بناته اكثر من اثنی عشرة اوقية"[10]

"عورتوں کے مہر میں غلو نہ کرو، اس لئے کہ اگر مہر بڑھانا عزت و کرامت ہوتی تو تم سے زیادہ اس کے مستحق نبی کریم ﷺ ہوتے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہ دیا اور نہ ہی آپ کے صاحبزادیوں میں کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر دیا گیا"

لہذا اگر نکاح کے سلسلہ میں کسی چیز کی مالی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ واجب کے زمرہ میں آتا ہے، تو وہ حق مہر ہے۔ اور اس میں بھی اتنے درجہ کی تاکید ہے کہ اس میں غلو کرنے سے روکا گیا ہے۔

(۲) دعوت ولیمہ:

دوسرا نکاح کے سلسلہ میں وہ عمل جس میں مال کی ضرورت پڑتی ہیں وہ دعوت ولیمہ ہیں۔ لیکن اس میں اتنا سمجھنا ضروری ہے، کہ یہ عمل نکاح میں واجب یا ضرورت کے درجہ میں نہیں ہے، بلکہ نکاح کے سلسلہ میں یہ عمل سنت ہے، اور ساتھ ساتھ اس میں تفاخر، اور تکلف سے منع کیا گیا ہے، اور حسب طاقت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے۔ چناں چہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

---

[7] سورۃ النساء، 4:4

Suratu ul nesa, 4:4

[8] المستدرک للحاکم (2/194 رقم 2732) وقال صحیح علی شرط مسلم [الجامع الکبیر للسیوطی، باب حرف الھمزہ

Almustadrak llhakim, Hadith no:2732

[10] سنن دارمی عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی، باب کم کانت مھور ازواج النبی، ج:۲ ص:۱۹۰ الناشر دار الکتاب العربی

Sanan Darmi,V:2, Page:90

"عن ا بن عباس ان النبی نہی عن طعام المتبارئین"[11]

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مقابلہ کرنے والوں کے طعام کھانے سے منع فرمایا"

مذکورہ دو امور جو ذکر کئے گئے، جن میں ایک وجوب اور دوسرا سنت کے درجہ میں ہے، ایسے ہیں جن کے لئے ایک نکاح کرنے والے کو مال کی ضرورت پیش آتی ہیں۔ہاں اگر کسی کے پاس اتنی طاقت بھی نہ ہو کہ وہ ولیمہ کرے تو بھی وہ نکاح کرے اس لئے کہ ولیمہ کرنا کوئی لازم عمل نہیں، صرف ایک مستحسن عمل ہے۔لہذا اگر ولیمہ کے لیے اس کے پاس مالی وسعت نہ ہو، وہ اپنے نکاح میں تاخیر کا جواز اپنے معاشی کمزوری نہیں بنا سکتا۔البتہ اگر کسی کے پاس حق مہر نہ ہو تو وہ اس کو معاشی سبب کے طور پر نکاح کی تاخیر کے لیے جواز بنا سکتا ہے۔اور جب تک اس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ وہ حق مہر میں ادا کرے تب تک وہ معذور سمجھا جائے گا۔اور ان اوقات میں ان کو روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ حقیقت میں جو شرعی واجبات ہیں، وہ نہایت ہی سہل اور آسان ہیں اور عموما ان واجبات کے لئے زیادہ مال کی ضرورت نہیں پڑتی ۔لہذا نکاح میں تاخیر کے لیے دیگر موہوم معاشی اسباب کو تاخیر نکاح کے لیے جواز بنانا درست نہیں ہے۔

تاخیر نکاح کے معاشی اسباب جو نکاح میں غیر ضروری یا ممنوع ہیں:

نکاح کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسری قسم وہ معیشت یا وہ اسباب معیشت ہیں، جو معاشرہ میں نکاح کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہیں، اور ان کی وجہ سے عموماً نکاح میں تاخیر کی جاتی ہیں، حالاں کہ نہ وہ شرعاً ضروری ہیں، اور نہ ہی مطلوب، بلکہ اکثریت ان میں ممنوع اور بعض غیر مستحسن ہیں۔ذیل میں ان میں سے ہر ایک کی تفصیل بیان کی جاتی ہے، جن میں سب سے پہلے ان اسبا کا ذکر کیا جاتا ہے، جو شرعاً ممنوع ہیں، اور وہ اسباب ہمارے خود ساختہ رسومات ہیں، جو شادی سے پہلے ،شادی کے بعد ،رخصتی کے وقت ،اور رخصتی کے بعد ،میکہ اور سسرال والے متنوع قسم کے رسومات ہیں۔معاشرہ میں لوگ اپنی جھوٹی شان اور وقار کے لئے اپنے زمین اور گھر تک گروی رکھتے ہیں، پراپرٹی بیچتے ہیں، اور جائز و ناجائز طریقہ سے مال اکھٹا کرتے ہیں، تاکہ وہ رسومات پوری ہو جائے۔حالانکہ یہ رسومات اسلام کی

[11] سنن ابوداود، حدیث نمبر:3754

Sunan abodawud, Hadith no:3754

تعلیمات نہیں، بلکہ یا تو ہندوں سے میراث میں اور یا مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر ہم نے اپنے تہذیب میں شامل کر رکھی ہیں۔ اور ان رسومات کو نکاح کا ایسا جز لاینفک بنایا گیا ہے، کہ بہت بڑے تعداد میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں گھروں میں بوڑھے ہو جاتے ہیں اور تجرد کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جس کا لامحالہ نتیجہ معصیت پر منتج ہوتا ہے۔ ذیل میں کچھ رسومات بطور مثال درج کی جائے گی جن کے لئے یقیناً خاصی معیشت ہوتی ہیں، اور وہ شادی کا لازمی حصہ بن چکے ہیں جس کے بغیر کوئی بھی شادی نہیں ہوتی، اور سوسائٹی میں ان کو مشروقی یا مغربی تہزیب سے تاثر کی وجہ سے لاشعوری طور پر "حق" مانا گیا ہے۔ ذیل میں ممنوعات کا بیان کیا جاتا ہے:

1-مہر کی زیادتی:

نکاح میں مہر دینا لڑکی کا حق ہوتا ہے اور ایک نکاح کرنے والے مرد کے ذمہ اس کی ادائیگی شرعا اور عرفا لازمی ہوتا ہے۔ شریعت اسلامی نے اس کے زیادتی کا کوئی حد بھی مقرر نہیں کیا ہے بلکہ اس کو عاقدین کی رضامندی پر چھوڑا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اس میں کمی کی ترغیب دی ہیں تاکہ لوگ اس میں اتنی زیادتی نہ کر بیٹھے، کہ نکاح کرنے میں اور مہر کے ادا کرنے میں دشواری ہو۔ شرعی اصول کا ایک قاعدہ یہ بھی ہے، کہ اگر ایک کام فی نفسہ مباح یا مستحب ہو لیکن وہ دیگر مفاسد کا سبب بنتا ہو، تو وہ شرعاًناجائز ٹھہر تا ہے، لہذا مہر میں زیادتی فی نفسہ درست بھی ہو لیکن ہمارے عرف میں اس کی ترویج میں غلط چیزیں داخل ہوئی ہیں، جیسے لوگوں اور نمائش کی خاطر مہر میں زیادتی کرنا، تفاخر کے لیے زیادہ مہر کو مقرر کرنا، بنیادی ضروری مقاصد کو نظر انداز کر کے صرف مہر کی زیادتی کو زندگی کا مقصد بنانا یہ شرعاًایک قبیح عمل ہے۔ اور یہ تاخیر نکاح کے معاشی اسباب میں ایک بڑا سبب بن چکا ہے، کہ اکثر لوگوں کے ہاں جب لڑکی کے لئے کوئی رشتہ آتا ہے، تو اس پاکیزہ رشتہ کو مادی نظر سے دیکھا جاتا ہے، اور مشکل سے مشکل مہر کا مطالبہ کبھی گھر کی شکل میں، کبھی زیورات کی صورت میں، کبھی جائیداد کی اور کبھی نقد روپیوں کی شکل میں ایک لمبی لسٹ بنائی جاتی ہے، اور یوں ایک معاشرتی پاکیزہ عمل کو دشوار سے دشوار تر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ اس آسان عمل کی دشواری کا اثر طرفین پر ہوتا ہے۔ اور یوں لڑکے اور لڑکی دونوں کے اس آسان رشتے میں معاشرے کا ایک یہ بدرسم حائل بن جاتی ہے، حالاں کہ شریعت کی روح مہر میں آسان سے آسان تر کی طرف رغبت ہے۔

2- منگنی:

ان معاشی اسباب میں جو عموما تاخیر نکاح کا سبب بنتا ہے دوسری بڑی رسم منگنی کی ہے۔ ہمارے ملک میں عموماً جب لڑکی کا انتخاب ہو جائے تو اس کے بعد پہلی رسم منگنی کی ہوتی ہے، اور اس پر لاکھوں روپے خرچ کی جاتی ہیں ، حالانکہ منگنی کی حقیقت اصل میں اتنی ہی ہے، کہ لڑکے والے لڑکی والوں کو نکاح کا پیغام بھیج دے، اور اس کے بعد

اگر طرفین مناسب سمجھے اور باہم مطمئن ہو جاتے ہیں تو ایک دوسرے کو ہاں کر دیتے ہیں اور پھر حسب حالات نکاح کی تاریخ مقرر کرلی جاتی ہے۔اور اس کو نسبت کا طے ہو جانا یعنی ایک دوسرے کے لئے پسندیدگی کا اظہار کرنا کہاجاتا ہے، جس کو عرف عام میں منگنی کہتے ہیں۔لہذا یہ ایک سادہ معاملہ تھا، لیکن پھر اس میں اضافے شروع ہو گئے اور ہمارے معاشرے میں اس کے چہاروں طرف لوازمات اور رسومات کی ایسی طویل اور مضبوط دیواریں حائل ہوئی، کہ اس کو پھلانگنا ہر کسی کی بس کا کام نہیں، یہاں منگنی میں لڑکی والے لڑکے کے لئے انگوٹھی، گھڑی، سوٹ اور نقدی دینے کا انتظام کرتے ہیں۔ لڑکے والے لڑکی کو سوٹ، زیورات، میک اپ، نقدی وغیرہ دیتے ہیں، اور منوں کے حساب سے مٹھائیوں کا تبادلہ ہوتا ہے، اور اس کو اتنا ہمارے معاشرے میں لازم بنایا گیا ہے کہ اگر اس رسم کو اس طریقہ سے نہ نبھائی جائے، تو ملامت اور طعن وتشنیع ہوتی ہے، حالانکہ منگنی کی حقیقت جس طرح ذکر ہوا صرف ایک وعدہ کی ہے جو زبان سے ہوا کرتی ہے اور جتنے بھی اس میں زوائد ہیں اس کا منگنی کی حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہیں۔

3-جہیز:

جہیز یعنی وہ ہدیہ جو والدین اپنی بیٹی کو شادی کے موقع پر دیتے ہیں۔اگر والدین اپنی بیٹی کو اپنی استطاعت کے مطابق اس کے شادی کے موقع پر کوئی چیز ہدیۃ یا صلہ رحمی کے طور پر دیدے تو بلاشبہ یہ درست ہے اور اس میں شرعا کوئی قباحت نہیں ہے۔خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو ان کے شادی کے موقع پر دیا تھا۔ گویا یہ ایک استحسانی اور اختیاری عمل ہے، مگر اب یہ استحسانی عمل ایک غلط رسم کی روپ اختیار کر کے معاشرتی فرض بن چکا، اور مختلف مفاسد کا مجموعہ بن چکا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس میں اب نہ صلہ رحمی کی روح نظر آتی ہے، اور نہ ہدیہ کے مقاصد اس میں ملحوظ نظر رکھے جاتے ہیں، بلکہ ایک رسم کی صورت اختیار کر چکی ہے اور باقاعدہ اسکی تشہیر ہوتی ہے اور اس کا اعلان کیا جاتا ہے، اور تفاخر کے طور پر ایک معاشرتی فیشن بن گیا ہے۔اور لڑکے والوں کی جانب سے لڑکی والوں پر باقاعدہ شرط کی جاتی ہے، کہ فلاں فلاں چیز مہر میں ہونی چاہیے، اور نہ ہونے کی صورت میں رشتے توڑے جاتے ہیں، پھر لڑکی والے اس کے لئے قرض کرتے ہیں، اپنے گھر اور جائیداد تک بیچتے ہیں نتیجہ یہ کہ اکثر جہیز کے لئے اسباب نہ ہونے کی وجہ سے لڑکیاں گھروں میں ہی رہ جاتی ہیں اور ان سے نکاح نہیں کی جاتی۔اور خصوصاً غریب گھرانوں کے لڑکیوں سے تو کوئی نکاح کے کرنے کے لئے تو کوئی تیار نہیں ہوتا، جس کا بنیادی یہی منفی معاشی سبب ہے، جو عموماً صلہ رحمی کے نام پر ایک قبیح صورت حال اختیار کر چکی ہے۔لہذا یہ ایک قابل ترک عمل ہے، جو من جملہ غیر مطلوب معاشی اسباب میں ایک سبب ہے۔

4-مہندی کا رسم:

شادی سے کچھ دن پہلے لڑکے والوں کی طرف سے عورتیں لڑکی کے لئے مہندی لے کر جاتی ہیں، اور مہندی لے جانے کا انتظام اس طرح کی جاتی ہے، جس طرح ایک بہت بڑے جلوس کا ہوتا ہے ساتھ میں بینڈ باجے کا انتظام بھی ہوتا ہے اور بھاری مقدار میں گاڑیوں کا ایک قافلہ لڑکی کے گھر جاتا ہے جس کے لئے وہاں کھانے کا انتظام بھی ہوتا ہے، جو کہ گناہ اور لغویات ہونے کے ساتھ ساتھ اس پر ایک خطیر رقم بھی خرچ کی جاتی ہے۔ یہ رقم ایک متوسط طبقہ کے آدمی کی بس میں نہیں ہوتی۔ یہ رسم اسراف و تبذیر ہونے کی وجہ سے معصیت اور قابل ترک و مذمت ہے، اوراس قبیح عمل کی وجہ سے شادی جیسا آسان عمل مشکل بنتا جارہا ہے۔

5-شادی کارڈز:

شادی بیاہ کے رسومات یا از خود پیدا کردہ ضروریات میں سے ایک رسم شادی کارڈ بھی ہیں جس کے ذریعہ اہل خاندان اور دوست واحباب کو شادی میں مدعو کیا جاتا ہے۔ اور اسی سے اب ایک رسم بن چکا ہے اور لوگ ان پر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تک خرچ کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قیمتی بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اسے شادی کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہیں۔ اس رسم میں فضول خرچی کے ساتھ ساتھ ریاء کاری کا شبہ بھی کار فرما ہیں جو کہ ایک رسم کا شکل اختیار کر چکا ہیں۔ اور پھر ان جیسے رسومات کے لئے انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے اکثر شادیاں تاخیر کا شکار ہوتی ہیں۔

6-گھروں میں چراغاں کرنا:

شادی کے موقع پر گھروں کو چراغاں کرنا بھی ایک ضروری رسم بن چکا ہے۔ یہ رسم غیر ضروری اور غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ فضول خرچی اور اسراف بھی ہے جس سے اجتناب ضروری ہیں، تاکہ شادیاں آسان ہوں۔

7-شادیوں پر بے جا پیسے لٹانا:

ایک اور رسم جو آج کل شادیوں میں عام ہوتا جارہا ہیں اور وہ بھی بہت سے مفاسد پر مشتمل ہیں، وہ شادیوں کے موقع پر پیسے نچھاور کرنا ہے۔ لوگ شادیوں میں پیسے نچھاور کرتے ہیں اور اس کو فخر سمجھتے ہیں، اور جو نچھاور نہ کریں اس کو کنجوس خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ دیگر قبیح رسموں کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک قبیح رسم اور نعمت کا ضیاع

ہے اور شادیوں کا حصہ بن چکا ہے، اور پھر ان جیسے رسومات کے لئے انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اکثر شادیاں تاخیر کی شکار ہوتی ہیں۔

8-دعوت ولیمہ:

دعوت ولیمہ ایک سنت عمل ہیں اور اس کے حدود اور شرائط میں شرعایہ داخل ہے کہ وہ فخر اور ریاء کے لئے نہ ہو۔ لیکن اب لوگوں نے اس سے ایک رسم بنایاہیں اور اپنی شادیوں میں زیادہ سے زیادہ ہجوم بنانالوگوں میں فخر سمجھا جاتا ہے، مہنگے سے مہنگے شادی ہال بک کرائے جاتے ہیں، اپنے طاقت سے زیادہ قسم، قسم کھانے پکھائے جاتے ہیں۔ دور دور کے رشتہ دار اور دوست بلائے جاتے ہیں، اور انکے لئے عموما لوگ قرض کرتے ہیں، اپنی جائیداد تک گروی رکھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اگر اس عمل کو عموما آسان بنائی جائے اور سنت کے مطابق کی جائے، اور جتنی استطاعت ہو اس پر اکتفاء کیا جائے تو یقینا شادیاں کرنا آسان ہو جائے گا۔

9-شادی پر تصویریں اتارنا اور فلم بنانا:

لوگوں میں شادیوں کے موقع پر ایک اور رسم پروان چڑھ رہا ہے جو کہ فضول خرچی ہونے کے ساتھ اور دیگر قبائح پر بھی مشتمل ہیں۔ کہ شادی کے موقع پر فوٹو گرافر بلاتے ہیں اور شادی کے فلم بناتے ہیں، مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تصویریں کھینچتی ہیں اور پھر اس کو غیر محرم مردوں کو دکھلاتے ہیں۔ یہ رسم غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ بہت قبیح ہیں اور فضول خرچی بھی ہے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ تصویر سازی اور بے پردگی دونوں حرام ہیں، حدیث نبوی ﷺ ہے:

"إن أشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة المصورون"[12]

"اللہ تعالٰی کے ہاں تصویر بنانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں ہونگے۔"

10-بیوٹی پارلر سے میک اپ کرانا:

شادی کے موقعے پر دلہن کا سنگار کرنا اور اس کو دلہا کے لئے اس کا بنانا اور زیب وزینت سے آراستہ کرنا ایک جائز عمل ہے۔ اس لئے کہ عورت کا خاوند کے لئے زیب وزینت مستحب ہے۔ اور عہد رسالت سے یہ کام اسلامی

[12] صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، باب عذاب المصورین یوم القیامہ حدیث:5606
Sahihul Bukhari, Hadith no:5606

معاشرے میں ہوتا آرہاہے۔ایک حدیث میں ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید نے حضرت عائشہؓ کا رخصتی کے وقت زیب وزینت کی۔اور حضرت صفیہؓ نے حضرت ام سلیم کو تیار کرکے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ان دونوں روایات سے دلہن کی بناو سنگھار کا اثبات ہوتا ہے،اور یہ گھر کی عورتیں اور یا اس کی سہیلیاں کرے گی،اور صدیوں سے یہ سلسلہ چلا آرہاہے۔اب چند سالوں سے بیوٹی پارلر کا سلسلہ چل نکلاہے ان سے دلہنوں کو تیار کیاجاتاہے ،اور جو کام چند روپوں میں ہوجاتاتھا،اب اس پر ہزاروں روپے خرچ کی جاتی ہیں۔ایک تو اس میں بالکل عورت کا حلیہ تبدیل کیاجاتاہے۔اور دوسرا اس میں فضول خرچی ہے،اور کبھی غیر شرعی امور بھی ہوتے ہیں۔لہذا مسلمانوں کو اس رسم سے اجتناب کرناچاہئے۔

11-بارات کی رسم:

لڑکی لینے کے لئے لڑکے والے بڑے جلوس کی شکل میں جاتے ہیں۔گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں ہوتی ہیں اور ان کو فخر سمجھتے ہیں۔اور یقینا جو کام مفت میں یا چند روپوں میں ہوجاسکتا ہو بعض دفعہ اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوجاتی ہیں،لھذا ان جیسے رسومات کو ترک کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ غریبوں کے شادیوں میں دشواری نہ ہو۔

12-دلہن کے لئے گاڑیاں سجانا:

یہ بھی ہمارے معاشرے میں ایک رسم کی شکل اختیار کرچکی ہے۔کہ دلہن کے لئے گاڑی سجائی جاتی ہے ،اور اسے نکاح کے لیے ایک جزولاینفک گردان کر ایک آسان عمل کو مشکل تر بنایا گیاہے۔

مذکورہ اسباب تو وہ تھیں جو شرعاً ممنوع تھیں،ذیل میں ان اسباب کو ذکر کیاجاتاہیں،جو کہ فی نفسہ ممنوع نہیں،البتہ ان کی وجہ بے جا تاخیر ممنوع ہے،جو کہ سد ذریعہ کی بنیاد پر اسے بھی ممنوع قرار دیاجاسکتاہے۔

منصب یاڈگری کے حصول تک نکاح موخر کرنا:

کسی منصب یاڈگری کا حاصل کرنا شرعا بالکل بھی مذموم عمل نہیں ہے،بلکہ جب نیت صحیح کے ساتھ ہو تو موجب ثواب ہے،البتہ اس کی حصول تک دوسرا شرعی حکم مہمل ہوجائے یہ درست نہیں ہے۔جیسا کہ عصر حاضر میں ہمارے اکثر نوجوان ڈگریوں کے اور مناصب تک پہنچنے کے لئے نکاح موخر کرکے اتنی طویل عمر گذارتے ہیں،کہ اپنے جوانی کا عمر بسا اوقات اسی تگ ودو میں گذارتے ہیں،جس کا نتیجہ یہ ہوتاہے،کہ بلآخر ان کو مناسب رشتہ نہیں ملتا،اور اکثر منصب پر براجمان لڑکیاں تو آخر کار گھر بیٹھنے پر مجبور ہوجاتی ہیں،یا اس کے تنخواہ کی وجہ سے اس کے والدین اس کی شادی نہیں کرتے،اور جب کوئی رشتہ لے کر آجاتاہے تو اتنے مہر کی شرط لگاتے ہیں کہ وہ اس کی بوجھ برداشت نہیں کرسکتے،اور رشتہ چھوڑ جاتے ہیں۔لہذا ڈگری،یا منصب کا حصول ہو یا کوئی دوسرا معاشی سبب اس کی وجہ

سے نکاح میں قطعا تاخیر نہ کی جائے، کہ یہ عمل اس کے ذات کے لئے اور پورے معاشرے کے لئے نقصان کا سبب بنتاہے۔

باہر ممالک میں مزدوری کرنا:

باہر ممالک میں کام کسب کرنا، جب وہاں پر دین اسلام کی تعلیمات میں رکاوٹ نہ ہو شرعا جائز عمل ہے ،بلکہ حلال رزق کی طلب کو عبادت کا درجہ دے دیا گیاہے ،اور حلال سے مال جمع کرنا شرعا مذموم نہیں قرار دی گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی تجارت کے لئے باہر کے ممالک کا سفر کیا کرتے تھے۔ البتہ اگر یہ معاشی فکر اور اس کے لئے یہ عمل اگر اتنے حد تک بڑھ جائے کہ ایک شرعی فریضہ کے چھوڑنے یا اس میں تاخیر کا سبب بنے تو بہر حال مذموم ہے ۔جیسا کہ ہمارے نوجوان سالہا سال باہر ممالک میں مقیم ہوتے ہیں، اور اپنی معیشت سنوارتے سنوارتے اپنی زندگی کو داؤ پر لگاتے ہیں، اور بلآخر زندگی کے اس حصہ میں آتے ہیں، کہ زندگی کا اکثر حصہ ضائع کر جاتے ہیں، جس کی وجہ انہیں کوئی رشتہ دینے کو تیار نہیں ہوتا۔ لہذا اس عمل کو میانہ روی کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے، کہ نہ تو معاشی تنگی انسان کو آگھیرے، اور نہ ہی انسان نکاح جیسی عظیم عمل سے محروم ہو کر معصیت میں مبتلا نہ ہو۔

شرعی سدّباب:

مذکورہ معاشی اسباب وجوہ تاخیر نکاح ہیں، ان کا شرعی سدباب ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

مہر اور دیگر مالی امور میں اسراف کا شرعی سدباب یہ ہے کہ دین اسلام کی تعلیمات کو مدنظر رکھ کر ہم اپنے بیٹیوں کی شادیاں کریں۔ اور مہر کی شکل میں کسی سے ناجائز مطالبات نہ کریں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"اذا اتاكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه"[13]

"جب تمہارے پاس کوئی ایسے آدمی کا رشتہ آجائے جس کے دین اور اخلاق پر تم خوش ہو تو اس کے ساتھ رشتہ کر لیا کرو"

اور حضرت عمرؓ کا قول سامنے رکھے جب انہوں نے اپنے خطبہ میں صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا، کہ اگر مہر میں زیادتی عزت ہوتی تو نبی کریم ﷺ اس میں زیادتی فرماتے۔

---

[13] سنن الترمذی، کتاب النکاح، حدیث نمبر:1084

Sunan ui tarmizi, Hadith no:1084

لہذا جب دین اسلام کی تعلیم مہر میں کمی کی ہے اور مہر میں زیادتی دین اسلام میں پسند نہیں کیا گیا ہیں، اور نکاح میں تاخیر کا سبب بھی بن رہا ہے، تو اس معاملہ میں مسلمانوں کو سوچنا ہو گا، کہ مہر میں کمی کی صورت میں دین اسلام کی تعلیمات پر عمل بھی ہو گا، اور نکاح کے اس عمل میں بھی آسانی پیدا ہو گی، اور مسلمان لڑکے اور لڑکیاں آسانی سے کنوارہ پن سے بچ سکے گا۔

اسی طرح دیگر رسومات کے خاتمہ میں اگر رسول اللہ ﷺ کے تعلیمات پر ہم عمل کرنے والا بن جائے اور ان کے طریقہ کار کو اپنایا جائے تو ان رسومات کی جھنجٹ سے بچا جاسکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا نہ اس میں منگنی کا رسم تھا، نہ اور کچھ، حضرت علیؓ حضور ﷺ کے مجلس میں آئے اور چپ بیٹھ گئے اور شرم کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خبر ہو گی ہیں کہ تم فاطمہؓ کا نکاح کا پیغام لیکر آئے ہو، مجھے حضرت جبرئیل کہہ گئے ہیں کہ خدا کا حکم ہے کہ حضرت علیؓ سے فاطمہؓ کا نکاح کر دیا جائے۔

اسی طرح جہیز اور دیگر رسوم میں کہ اگر والدین کو جو میسر ہو تو اپنی بیٹی کو دینا شادی کے موقع پر ہو یا شادی کے بعد ہو، نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ صدقہ ہیں، وہ دے سکتے ہیں، لیکن اس کی شرطیں لگانا اور جہیز نہ ہونے کی صورت میں شادی نہ کرنا، یا غم و غصہ کا اظہار کرنا ترک کیا جائے۔ تو یقینا جو مالی طور پر کمزور لوگ ہیں ان کا بھلا ہو جائے گا، اور اپنی بیٹیوں کو بیاہ کرنا ان کے لئے آسان ہو جائے گا۔ اور بڑی تعداد میں جو لڑکیاں گھروں میں اپنی جوانی کا عمر گذار رہے ہیں، یہ رسم ختم یا کم سے کم رہ جائیگا۔

نوٹ: یہ جو رسومات ذکر کئے گئے یہ بطور نمونہ ہیں۔ اور اس کا تعلق ہمارے معیشت کے ساتھ ہیں، ورنہ ہمارے معاشرے کے شادیوں میں، سلامی کی رسم، بینڈ باجوں کا رسم، نیوتہ دینے کا رسم، سہرے کا رسم، آتش بازیوں یا ہوائی فائرنگ کا رسم، منہ دکھائی کا رسم، رخصتی کے اگلے دن لڑکی والوں کا دلہن کے ہاں جانے کا رسم، جو تا چھپانا اور پیسے لینے کا رسم، دلہے کو ہار پہنانے کا رسم، دلہا کو گھوڑی چڑھانے کا رسم، اتنے زیادہ رسومات داخل ہو چکے ہیں۔ کہ شادی رسومات کا دوسرا نام بن چکی ہے۔ اور ان تمام رسومات کے بجا آوری پر ہزاروں بلکہ بعض دفعہ لاکھوں تک خرچ ہوتے ہیں۔ اور ہمارے شادیوں کا لازمی حصہ بن چکا ہے۔ اور یہی وہ رسومات ہیں، جن کے لئے پھر اسباب جمع کرنے میں عمر کا کافی حصہ گذر جاتا ہے، اور اسباب نہ ہونے کی وجہ سے نکاح میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ نکاح میں تاخیر کی وجہ معاشی بدحالی ہے۔ حالانکہ نکاح میں تاخیر کی وجہ معاشی بدحالی نہیں ہوتی بلکہ وہ رسومات ہوتی ہیں جس کے لئے وافر مقدار میں معاش کی ضرورت ہوتی ہیں۔ اور اس کا نکاح کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

خلاصہ بحث

اس بحث کا خلاصہ یہ ہوا، کہ نکاح ایک اہم شرعی حکم ہے، جس پر بقائے نسل اور معاشرہ کی پاکیزگی منحصر ہے۔ نکاح کی آسانی میں معاشرے کی پاکیزگی اور ایک پر سکون زندگی پنہاں ہے۔ شریعت کی روح اور تقاضا یہی ہے کہ نکاح کو آسان سے آسان تر کر کے اس کی ترویج کی جائے اور بے جا رواجوں اور بندھنوں سے اس کو آزاد کی جائے ۔ ان غیر ضروری اور ممنوع رسوم میں مہنگا حق مہر، اسراف و تبذیر پر مبنی شادی بیاہ کے خرچے، دعوت ولیمہ کے نام تفاخرانہ خرچے، دلہن کی زیب وزینگ پر فضول خرچیاں، یہ سب تاخیر نکاح کے اسباب میں سے ہیں۔ نیز ڈگری حصول تک اور اعلی منصب کی حصول تک نکاح میں تاخیر من جملہ تاخیر نکاح کے معاشی اسباب میں سے ہیں۔ لیکن ہمارے معاشرہ میں نکاح مشکل سے مشکل ہو تا جارہا ہے جس کی بنیادی وجوہات وہ غیر ضروری معاشی اسباب ہیں، جن کی شریعت نے حوصلہ شکنی کی ہے، اور انہیں ممنوع قرار دیا ہے۔ لیکن معاشرہ میں اسے روزافزوں ترقی مل رہی ہے۔ زیر نظر مضمون انہی معاشی اسباب کا تجزیاتی مطالعہ اور شرعی سدباب سے متعلق ہے کہ شریعت نے اس حوالے سے کیسی رہنمائی کی ہے۔